پہلی مرتبہ چار قدیم نسخوں سے تقابل اور تحقیق و تخریج کے ساتھ

سلطنتِ مصطفیٰ در مملکتِ کبریاء

تصنیف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

محمد خرم شہزاد عطاری مدنی عفی عنہ

دار الحرمین

سلطنتِ مصطفیٰ
در مملکتِ کبریاء

بسم الله الرحمن الرحيم

سلطنتِ مصطفیٰ
در مملکتِ کبریاء

تصنیف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج

محمد خرم شہزاد عطاری مدنی عفی عنہ

darulharamain41@gmail.com
darulharamain41

اَلحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَه * وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَه * اَمَّا بَعْدُ * فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ * بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ *

رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے نائبِ اکبر اور خلیفۂ اعظم ہیں۔ زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں ہوں یا علم و حکمت کی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دستِ مبارک میں رکھ دی گئی ہیں نیز شرعی احکام بھی آپ کے قبضہ و اختیار میں کر دیئے گئے چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کی عطا سے پوری کائنات کے مالِک و مختار ہیں، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ سارا جہان آپ کا محکوم ہے اور آپ اپنے رب کے سِوا کسی کے محکوم نہیں۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا یہی عقیدہ تھا اور پھر تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مُحَدِّثین، مفسرین وغیرہ سب علما اور عوام اسی عقیدے پر قائم رہے۔ بہت سارے عُلَما نے اپنی اپنی کتابوں میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ظاہری و باطنی خداداد سلطنت و اختیارات کا بیان کیا ہے اور حافظ الحدیث امام جلال الدین سُیُوطی شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ نے خاص اس موضوع پر اَلْبَاهِرُ فِی حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِر نام سے مستقل کتاب بھی تحریر کی لیکن آج سے کوئی دو صدیاں پہلے برصغیر میں ایک اسماعیل نامی شخص پیدا ہوا۔ اس نے اسلام میں جہاں اور بہت سارے غیر اسلامی عقائد کی پیوندکاری کرنا چاہی وہیں اس عجیب و غریب بحث کا بھی آغاز کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مجبور ہیں یا مختار، اور مَعَاذَ اللہ اپنے حلقۂ اثر میں حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مجبور و بے اختیار

ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی چنانچہ اس نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا:

”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“[1]

اور دوسری جگہ لکھا:

”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“[2]

یہاں ایک بات یاد رہے کہ اسماعیل مذکور اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان سے پہلے برصغیر میں اہلسنت و جماعت کے علاوہ صرف اہلِ تشیع آباد تھے۔ مذکورہ کتاب کے وجود میں آنے کے بعد یہاں فرقہ واریت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی فضا پیدا ہوئی اور فتنوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

بہرحال اسماعیل دہلوی کے ”اختیاراتِ مصطفےٰ“ کا انکار کرنے کے بعد یہ موضوع خاص طور پر موضوعِ بحث بنا اور عاشقانِ رسول نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت کے اس باب پر کئی کتابیں تحریر کی؛ یہاں بطور مثال چند کتابوں کا ذِکر کیا جاتا ہے:

- سَلْطَنَۃُ الْمُصْطَفٰی فِی مَلَکُوْتِ کُلِّ الْوَرٰی (1297ھ)
- اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَآء (1311ھ)
- مُنْیَۃُ اللَّبِیْبِ اَنَّ التَّشْرِیْعَ بِیَدِ الْحَبِیْب (1311ھ)

یہ تینوں کتابیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رَحِمَہُ اللّٰہ نے تحریر کیں؛ آپ نے مختلف جہتوں سے اس مسئلے کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور دلائل کے انبار لگا دیئے۔

(1)... تقویۃ الایمان، ص 59۔
(2)... تقویۃ الایمان، ص 84۔

★ اَلتَّحقِیقُ الْبَارِعُ فِی حُقُوقِ الشَّارِع (1357ھ)

محدثِ اعظم ہند علامہ سیِّد محمد اشرفی جیلانی رَحِمَہُ اللّٰہ نے ایک استفتاء کے جواب میں اس مسئلے پر مستقل رسالہ تحریر کیا۔ آخر میں علامہ سیِّد نعیم الدین مرادآبادی اور مفتی احمد یار خان نعیمی رَحِمَہُمَا اللّٰہ کی رسالۂ ہذا پر تصدیقات ہیں۔

★ سُلَّمُ الْمَنَاجِیح

★ اَلتَّنبِیہَات لِدَفْعِ الشُّبُہَات

یہ دونوں رسائل اُستَاذُ اَسَاتِذَتِی، بیہقیٔ وقت علامہ منظور احمد فیضی رَحِمَہُ اللّٰہ کے تحریر کردہ ہیں۔ دوسرا رسالہ پہلے رسالے کا ضمیمہ ہے۔ پہلے رسالے کے شروع میں غزالیٔ زماں علامہ سیِّد احمد سعید کاظمی اور آپ کے برادرِ اکبر استاذ المحدثین علامہ سیِّد محمد خلیل کاظمی امروہی رَحِمَہُمَا اللّٰہ کی رسالۂ ہذا پر تصدیقات ہیں۔

★ خزانۂ خدا کی چابیاں حبیبِ خدا کے ہاتھ میں (1414ھ) از فیضِ ملت مفتی فیض احمد اویسی رَحِمَہُ اللّٰہ۔

★ مختار نبی مع شانِ محبوبی از فقیہ العصر مفتی محمد امین رَحِمَہُ اللّٰہ۔

★ تَفوِیضُ الْاَحکَام اِلٰی خَیرِ الْاَنَام

مفتی غلام سرور قادری رَحِمَہُ اللّٰہ کی تصنیف ہے۔ تاحال شائع نہیں ہوئی۔ علامہ عبد الستار سعیدی صاحب نے مراۃ التصانیف میں اس کا ذِکر کیا ہے اور ساتھ یہ لکھا ہے کہ ”مسودہ مصنف کے پاس موجود ہے۔“

★ سلطنتِ مصطفیٰ در مَملُکتِ کِبریاء از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحِمَہُ اللّٰہ۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

آپ 4 جمادی الاولیٰ 1314ھ / یکم مارچ 1894ء کو ضلع بدایوں (یوپی، ہند) میں صبحِ صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ قرآنِ پاک، فارسی کی نصابی کتابیں نیز درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں والدِ ماجد مولانا محمد یار بدایونی کے پاس پڑھی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم (بدایوں) اور کچھ عرصہ مینڈھو (ضلع علی گڑھ، یوپی ہند) میں پڑھنے کے بعد 1332ھ کو جامعہ نعیمیہ (مراد آباد) میں صدر الافاضل مفتی سیّد نعیم الدین مراد آبادی رَحِمَہُ اللّٰہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ہی کے ہو کر رہ گئے۔ مدرسہ شمس العلوم (بدایوں) میں تعلیم کے دوران آپ نے بریلی جاکر اعلیٰ حضرت رَحِمَہُ اللّٰہ کی زیارت بھی کی۔

19 برس کی عمر میں 1334ھ / 1914ء کو سندِ فراغت حاصل کی۔ صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آبادی نے آپ کے سر پر دستارِ فضیلت سجانے کے ساتھ ہی جامعہ نعیمیہ (مراد آباد) میں تدریس کے فرائض سونپ دیئے۔ اسی سال آپ نے پہلا فتویٰ تحریر کیا پھر استادِ محترم صدر الافاضل نے ایک مختصر سی تقریب کے بعد آپ کو جامعہ نعیمیہ کی مسندِ افتاء پر فائز فرمادیا۔ جامعہ نعیمیہ، مراد آباد کے علاوہ آپ نے مدرسہ مسکینیہ، دھوراجی کاٹھیاواڑ، کچھوچھہ اور بھکھی میں بھی تدریس وغیرہ اُمور سرانجام دیئے اور آخر میں گجرات (پنجاب، پاکستان) تشریف لائے اور پھر تاحیات یہیں مقیم رہے۔

آپ بلند پایہ مُفسِّر، مُحدِّث، فقیہ، مُتکلِّم، مُناظِر، مُدرِّس، خطیب اور مُصنِّف تھے اور مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں تحریر فرمائیں۔

قلمی خدمات:

آپ نے کثیر کتابیں تحریر کی جن میں سے چند یہ ہیں:

★ اعلیٰ حضرت رَحِمَهُ اللّٰه کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان پر علمی وعام فہم حاشیہ بنام نُورُ العِرفان:
جب آپ نے یہ حاشیہ تحریر کیا تو پیر سیِّد معصوم شاہ نوشاہی قادری رَحِمَهُ اللّٰه کی تحریک پر علمائے اہلسنت نے متفقہ طور پر آپ کے لئے "حکیمُ الاُمَّت" کا لقب تجویز کیا۔

★ کنزالایمان پر ہی مُفَصَّل تفسیر، تاریخی نام "اشرف التَّفاسیر" المعروف تفسیرِ نعیمی۔

★ قرآنِ پاک کی خاص اِصطِلاحات اور قواعِد کی پہچان کے لئے عمدہ تحریر بنام علم القرآن:
یہ کتاب جدید تحقیق اور تخریج کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو چکی ہے۔

★ احادیث کی سب سے زیادہ مشہور و مستند کتاب "صحیح بخاری" کی عربی شرح بنام نَعِیْمُ الْبَارِی فِی اِنْشِرَاحِ الْبُخَارِی۔

★ احادیث کے ایک اور مشہور و مستند مجموعے "مشکوٰۃ المصابیح" کی آسان اردو شرح بنام مراٰۃُ المناجیح (8 جلدیں): احادیث کی صحیح سمجھ حاصِل کرنے کے لئے عوام و خواص سب کے لئے مُفید ہے۔ سب کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔

★ علمِ اسماءُ الرّجال کے موضوع پر مشہور کتاب "اَلْاِکْمَال" کا اردو ترجمہ بنام اِجمال۔

★ بدمذہبوں کے ردّ اور اِختِلافی مسائل میں اہلسنت و جماعت کی تائید پر مشہور کتاب بنام جَآءَ الحق وزَہَقَ الباطِل۔

★ اسلام کی مُعَاشرتی و تہذیبی ہِدایات کا مجموعہ بنام اسلامی زندگی، یہ کتاب بھی تحقیق و تخریج کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو چکی ہے۔

★ قرآن میں نعتِ مصطفےٰ کے موضوع پر عشقِ رسول سے لبریز تحریر بنام شانِ حبیبُ الرَّحمٰن۔

★ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سلطنت و اِختیارات کے ثبوت میں بہترین تحریر سلطنتِ مصطفٰے در مملکتِ کبریاء۔

★ منظوم کلام کا مجموعہ، تاریخی نام "محامدِ پیغمبری" المعروف دیوانِ سالِک: اس میں "سالِک" آپ کا تخلُّص ہے۔ یہ مجموعہ حال ہی میں دعوتِ اسلامی کے ادارے اسلامک ریسرچ سینٹر کی طرف سے جدید تحقیق کے ساتھ منظرِ عام پر آچکا ہے۔

حاضِریٔ حَرَمین:

آپ نے سات مرتبہ حَرَمین شَرِیفَین کی حاضری وزیارت کا شرف حاصل کیا۔ ایک مرتبہ حج کے بعد طویل عرصہ مدینہ منورہ میں ٹھہرے رہے اور دل میں یہ خواہش مچلنے لگی کہ کاش! کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ مجھے ہمیشہ کے لئے اسی پاک سرزمین پر سکونت مل جائے۔ مسجدِ نبوی شریف کے قریب رہنے والے ایک صاحِب کو خواب میں حضور سرورِ کون ومکاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی اور یہ حکم نامہ سنایا گیا: احمد یار خان سے کہو کہ وہ گجرات جائیں اور تفسیر کا کام کریں۔ جب یہ پیغام آپ تک پہنچایا گیا تو بے حد مسرور ہوئے اور گجرات تشریف لے آئے۔

وفات:

3رمضان المبارک 1391ھ /24اکتوبر 1971ء کو گجرات میں وفات پائی اور اپنے ذاتی مکان کے اس کمرے میں دفن ہوئے جہاں کئی برس درسِ قرآن کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں کو قرآن کی روشنی سے منور کرتے رہے۔[1]

(1)...حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی کے حالات: حیات سالک، سوانح عمری، حالاتِ زندگی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، حیات حکیم الامت، فیضان مفتی احمد یار خان نعیمی، تذکرہ اکابر اہلسنت، ص54-59۔

سلطنتِ مصطفٰے در مملکتِ کبریآء

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحِمَهُ ٱللّٰهُ نے گجرات تشریف لانے کے بعد غالباً انجمن خدام الصوفیہ کے دار العُلوم میں زمانۂ تدریس کے دوران 1362ھ کو یہ کتاب تصنیف فرمائی اور تب سے اب تک درجنوں بار مختلف مکتبوں سے شائع ہو چکی ہے۔ ہمیں اس کتاب کے آٹھ نسخے دستیاب ہوئے جن میں سے درج ذیل چار نسخوں کو صحتِ متن کی تحقیق کے لئے منتخب کیا ہے:

(الف): نوری کتب خانہ، اندرون بازار حضرت داتا صاحب، لاہور۔ کل صفحات 96، جن میں سے اصلِ کتاب کے صفحات 92 ہیں اور بقیہ 4 صفحات پر ادارے کی شائع کردہ دیگر کتب کی فہرست ہے۔ یہ نسخہ "ادارہ کتابت محمد چراغ الدین" سے کتابت ہو کر "گلزارِ عالم پریس لاہور" سے طبع ہوا۔ صِحَّتِ متن کے اعتبار سے یہ نسخہ بہترین ہے اور دستیاب ہوئے دیگر نسخوں کی نسبت اس میں غلطیاں کم ہیں لہٰذا ہم نے اسی کو بنیاد بنایا ہے اور دیگر نسخوں سے تقابل کرکے فرق کو حاشیے میں بیان کیا ہے۔ سالِ اشاعت درج نہیں لیکن صفحہ 92 پر لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت صدر الافاضل رَحِمَهُ ٱللّٰهُ کی مبارک زندگی میں لکھی گئی تھی اس وَقت یہ دعا کی گی...الخ، اور اس تحریر کے ساتھ تاریخ 1376ھ درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ 1376ھ یا اس کے معاً بعد کی اشاعت ہے۔ واللّٰہ ورسولُہ اَعلَم

(ب): یہ نسخہ بھی نوری کتب خانہ لاہور کا شائع کردہ ہے۔ اس کے کل صفحات 72 ہیں جن میں سے اصل کتاب 69 صفحات پر ہے، صفحہ 70 پر ادارے کی شائع کردہ کتب کی فہرست اور صفحہ 71 اور 72 پر حکیم الامت رَحِمَهُ ٱللّٰهُ کی کتاب "علم القرآن لترجمة

الفرقان" کا تعارف ہے۔ صحتِ متن کے اعتبار سے یہ نسخہ بھی اچھا ہے اور اس میں کئی ایسے اضافے ہیں جو دوسرے کسی نسخے میں موجود نہیں۔ سالِ اشاعت اس میں بھی درج نہیں البتہ کتاب کے ٹائٹل پر مفتی صاحب کے نام کے ساتھ مذکور لفظ "دام ظلہم" اشارہ کرتا ہے کہ یہ بھی مفتی صاحب کی حیات میں شائع ہوا لیکن یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے کہ یہ نسخہ پہلے کا ہے یا نسخہ (الف)۔

(ج): نعیمی کتب خانہ لاہور کے مطبوعہ رسائلِ نعیمیہ میں موجود رسالہ "سلطنتِ مصطفیٰ" کی علیحدہ عکسی اشاعت۔ بعد کی کئی اشاعتوں سے یہ نسخہ بہتر ہے لیکن کچھ بہت خطرناک غلطیاں اس میں آ گئی ہیں جیسے صفحہ 15 پر سطر نمبر 11 میں لفظ "فانی" لکھا ہے جبکہ درست لفظ "ذاتی" ہے، اسی طرح صفحہ 27 پر سطر نمبر 12 میں لفظ "تردید" لکھا ہے جبکہ درست لفظ "تائید" ہے۔ سید فاضل شاہ انور قلمکار گجرات کے قلم سے اس نسخے کی کتابت ہوئی۔ سالِ اشاعت اس پر بھی درج نہیں۔

(د): اخبار "الفقیہ" امرتسر، جلد 27، شمارہ 39/40 مطبوعہ ذیقعدہ 1363ھ/اکتوبر 1944ء میں کتاب سلطنتِ مصطفیٰ کے باب اول، کی پہلی فصل "سلطنتِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قرآنی آیات کی روشنی میں" کے عنوان سے شائع ہوئی، پھر شمارہ 43/44 مطبوعہ ذی الحجہ 1363ھ/نومبر 1944ء اور شمارہ 45/46 مطبوعہ ذی الحجہ 1363ھ/دسمبر 1944ء میں دوسری فصل "سلطنتِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احادیثِ شریفہ کی روشنی میں" کے عنوان سے دو قسطوں میں شائع ہوئی۔ ان اقساط کو بھی تقابل کے لئے اختیار کیا ہے۔

کتاب ”سلطنتِ مصطفیٰ در مملکتِ کبریاء“ پر کام کی تفصیل

کتاب کی تحقیق میں ہم نے درج ذیل طریقہ اختیار کیا ہے:

- ★ نسخہ (الف) کو معیار بنا کر دیگر تین نسخوں (ب)،(ج) اور (د) سے اس کا تقابل۔
- ★ پروف ریڈنگ کی غلطیوں اور معمولی فرق کو نظر انداز کرتے ہوئے اہم فروق کی حاشیے میں وضاحت۔
- ★ اگر نسخہ (ب)،(ج) اور (د) میں کوئی لفظ یا جملہ زائد ہے اور سیاقِ کلام اس کا تقاضا کرتا ہے نیز اس سے عبارت کا تسلسل متأثر نہیں ہوتا تو اسے متن میں ہی بریکٹ [ ] کے درمیان لکھ کر حاشیے میں وضاحت۔
- ★ منقول عبارات نیز اشعار کا اصل کتاب سے تقابل اور تصحیح۔
- ★ قدیم املا کی جدید املا کے ساتھ تبدیلی جیسے ”جاوے“ کی ”جائے“ سے۔
- ★ علاماتِ ترقیم کا اہتمام۔
- ★ عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ۔
- ★ عربی عبارات نیز ضرورتاً اردو الفاظ و تراکیب پر اعراب۔
- ★ احادیث اور دیگر منقول عبارات کی تخریج۔
- ★ تعلیقات و حواشی کا اہتمام۔
- ★ رسالے میں ذکر کردہ علما و مشائخ اور کچھ دیگر افراد کے حالاتِ زندگی کا حاشیے میں مختصر طور پر بیان۔
- ★ پہلے سے موجود قوسین ( ) کو ویسے ہی برقرار رکھا ہے اور اپنی طرف سے متن میں کہیں قوسین نہیں لگائی۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں اس کام میں کسی بھی طرح میری مدد کی، خاص طور پر نہایت مُخلِص دوست **جناب میثم عباس رضوی صاحب** کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس موضوع سے متعلق متعدد مفید و نایاب کتابیں عطا فرمائیں۔اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

قارئین سے التماس ہے کہ جو کوئی فقیر کی اس کاوش سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ گنہگار کو دعائے خیر میں یاد رکھے۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَعَلٰی وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم

محمد خرم شہزاد عطاری مدنی

شب پیر، 17 جمادی الآخر 1442ھ / 31 جنوری 2021ء

سلطنتِ مصطفیٰ

در مملکتِ کبریاء

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اَلحَمدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى * وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ مُحَمَّدِ نِالمُصطَفٰى *
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصحٰبِهٖ اُوْلِى الصِّدْقِ وَالصَّفَآءِ *

دنیاوی بادشاہ اپنے درباروں کے آداب اور اُن میں حاضری دینے کے قوانین خود بناتے ہیں اور اپنے مقررہ حاکموں کے ذریعہ رعایا سے اُن پر عمل کراتے ہیں کہ جب ہمارے دربار میں آؤتو اِس طرح کھڑے ہو، اِس طرح بات کرو، اِس طرح سلامی دو۔ پھر جو کوئی یہ آداب بجالاتا ہے اُس کو انعام دیتے ہیں، جو اِس کے خلاف کرتا ہے بادشاہ کی طرف سے سزا پاتا ہے۔ پھر اُن کے یہ سارے قاعدے صِرف انسانوں پر ہی جاری ہوتے ہیں جن، فرشتے، حیوانات وغیرہ کو اُن سے کوئی تَعَلُّق نہیں کیونکہ اِن پر اُن کی سلطنت نہیں۔ تو پھر یہ سارے آداب اُس وقت تک رہتے ہیں جب تک بادشاہ زندہ ہے، اُس کی آنکھ بند ہوئی وہ دربار بھی خَتم، سارے آداب بھی فنا، اب نیا دربار ہے نئے قاعدے

ہر که آمد عمارتی نو ساخت
رَفت و منزل بدیگری پرداخت[1]

لیکن اس آسمان کے نیچے ایک ایسا دربار بھی ہے جس کے آداب اور جس میں حاضر

---

(1)...جو بھی آیا اس نے ایک نئی عمارت بنائی، وہ چلا گیا اور مکان دوسروں کا ہو گیا۔
(**گلستان سعدی**، دیباچۂ گلستان، ص20)

ہونے کے قاعدے، سلام و کلام کرنے کے طریقے خود ربّ تعالیٰ نے بنائے، اپنی خلقت کو بتائے کہ اے میرے بندو! جب اس دربار میں آؤ تو ایسے ایسے آداب کا خیال رکھنا اور خود فرمایا کہ اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اب وہ شاہی دربار ہماری آنکھوں سے چُھپ بھی گیا، اُس کی چہل پہل ہماری نگاہوں سے غائب بھی ہو گئی، اس شہنشاہ نے ہم سے پردہ بھی فرمالیا مگر اُس کے آداب اب تک وہی باقی، اس کا طُمطُراق اسی طرح برقرار۔ پھر اُس دربار کے قوانین فقط انسانوں ہی پر جاری نہیں بلکہ وسعتِ سلطنت کا یہ حال ہے کہ فرشتے بغیر اجازت وہاں حاضر نہ ہو سکیں، جنات جھجکتے ہوئے حاضر ہوں، جانور سجدے کریں، بے جان کنکر اور درخت کلمے پڑھیں اور اشارہ پر گھومیں، چاند سورج اشاروں پر چلیں، اس کے اشارۂ ابرو سے بادل آکر برسیں اور دوسرا اشارہ پاکر بادل پھٹ جائیں۔ غرض کہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کے بندۂ بے زر۔ مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دونوں جہاں کے مختار، حبیبِ کردگار، کونین کے شہنشاہ، دارَین کے مالِک و مولیٰ، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دربار ہے۔ دوستو! آؤ! ہم تم کو قرآن کی سیر کرائیں اور دِکھائیں کہ اس نے اس سچے شہنشاہ، کونین کے دولہا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ کے کیا آداب سکھائے۔

کچھ لوگ زمانۂ رسالت میں حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے ہی قربانی کر لیتے ہیں اور کچھ لوگ رمضان سے [کچھ][1] پیشتر روزے رکھنا شروع کر دیتے ہیں تو ربّ فرماتا ہے:[2]

(1)...(ب) اور (ج) سے اضافہ۔

(2)...**المعجم الاوسط**، 134/3، حدیث:2713 و**تاریخ اصبھان**، 173/1، حدیث:171.

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۱ [پ26، الحجرات:1]	اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا ہے[1]، جانتا ہے۔

اس آیت نے ادب سکھایا کہ کوئی مسلمان اللہ کے حبیب عَلَیۡہِ السَّلَام سے کلام میں، [کام میں،][2] چلنے میں، غرض کسی بات میں حضور سے آگے نہ ہو حتی کہ راستے میں اگر[3] حضور کے ساتھ جارہا ہے تو آگے آگے نہ چلے۔

ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے حضرت ثابت بن قیس ابنِ شماس[4] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ جن کو اونچا سننے کی بیماری ہے۔ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے تو بات کرنے میں آواز اونچی ہو جاتی۔ بھلا رب کو یہ کب منظور تھا کہ کوئی میرے حبیب کے حضور بلند آواز سے بولے، ارشاد فرمایا:[5]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا	اے ایمان والو! نبی عَلَیۡہِ السَّلَام کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور ان کے حضور

(1)... "ہے" (ب) اور (ج) میں نہیں ہے۔

(2)... (ب) سے اضافہ۔

(3)... "اگر" (ب) میں نہیں ہے۔

(4)... یہاں (ب) میں "قیس بن شحاس" اور باقی نسخوں "قیس ابن شماس" لکھا ہے لیکن درست یہ ہے کہ یہ "قیس بن شماس" کے بیٹے حضرت "ثابت بن قیس بن شماس" ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کے دوران پورا نام لکھنا رہ گیا لہٰذا ہر جگہ متن میں اس کی تصحیح کر دی ہے۔

(5)... **مدارك التنزيل**، پ26، سورة الحجرات، تحت الآية:2، 347/3.

تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲﴾ [پ26، الحجرات:2]	بات چِلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

سُبحَانَ اللّٰه! کیسا ادب سکھایا کہ اس بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو زور سے بولنے کی بھی اجازت نہیں۔

حضرت ثابت بن قیس ابنِ شماس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بوجہِ خوف بارگاہِ نبوت میں حاضر نہ ہوئے۔ سرکار نے ایک روز دریافت فرمایا کہ کچھ روز سے ثابت بن قیس نہیں آتے۔ لوگوں نے حضرت ثابت بن قیس کے گھر جاکر غیر حاضری کا سبب پوچھا۔ فرمانے لگے: میں جہنمی ہو گیا کیونکہ میری آواز اونچی ہے اور آیتِ کریمہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ماجرا بارگاہِ رسالت میں عرض کیا گیا تو فرمایا کہ وہ جنتی ہیں[1] یعنی اب تک جو ہو گیا وہ معاف ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر و عمر و بعض دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم اَجۡمَعِیۡن اس قدر آہستہ آواز سے کچھ عرض کرتے تھے کہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کئی کئی بار پوچھتے تھے کہ کیا کہتے ہو، ان کے حق میں یہ آیتِ کریمہ آئی[2]:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ امۡتَحَنَ	بے شک وہ لوگ جو رسول اللّٰہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن

---

(1)...**صحیح مسلم**، کتاب الایمان، باب مخافة المؤمن ان یحبط عمله، 110/1، حدیث:187(119)

(2)...**تفسیر الخازن**، پ26، سورة الحجرات، تحت الآیة:3، 176/4.

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ [پ26، الحجرات:3]	کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

سُبْحَانَ الله! معلوم ہوا کہ یہ وہ دربار ہے جہاں کسی کو سر اونچا کرنے کی ہمت نہیں۔

اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں
سارے انہی کا منہ تکتے ہیں [1]

قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ دوپہر کے وَقْت بارگاہِ رسالت میں پہنچے۔ حضورِ اقدس صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دولت خانہ میں آرام فرمارہے تھے۔ ان لوگوں نے حجرے شریف کے باہر سے پکارنا شروع کر دیا۔ ربّ تعالیٰ کو پسند نہ ہوا کہ کوئی اس دولہا کو پکار کر بُلائے جس کے گھر میں حضرت جبریل بے اجازت نہیں جاسکتے۔[فوراً آیتِ کریمہ نازل ہوئی] [2]:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ [پ26، الحجرات:4]	اے پیارے! وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پُکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

اب ربّ تعالیٰ ادب سکھاتا ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ [پ26، الحجرات:5]	اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ ان کے پاس خود تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(1)...دیوانِ سالک، ص27۔

(2)...(ب) اور (ج) سے اضافہ۔
تفسیر الخازن، پ26، سورة الحجرات، تحت الآية:4، 4/177.

ادب [یہ][1] سکھایا کہ اگر کوئی شخص ایسے وَقْت آئے کہ میرے محبوب عَلَیْہِ السَّلَام دولت خانہ میں ہیں تو ان کو آواز دے کر نہ بُلاؤ بلکہ تشریف آوری کا انتظار کرو۔ جب وہ نازنین سلطان خود تشریف لائیں تب عرض و معروض کرو۔[2]

حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا سے نکاح کیا۔ ولیمہ کی عام دعوت فرمائی۔ عام مسلمان جماعتیں جماعتیں آتے تھے اور کھاتے جاتے تھے۔ آخر میں تین صاحب کھانے سے فارغ ہو کر اس ہی جگہ بیٹھ گئے اور ان کی بات کا سلسلہ کچھ ایسا دراز ہوا کہ وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ مکان تنگ تھا۔ ان کے بیٹھنے سے حضور عَلَیْہِ السَّلَام کو کچھ دشواری محسوس ہوئی مگر کرمِ کریمانہ کی وجہ سے ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ۔ ان حضرات کو یہ محسوس نہ ہوا۔ بھلا رب تعالیٰ کو یہ کب پسند تھا کہ کوئی زیادہ بیٹھ کر ملال کا سبب بنے، آیتِ کریمہ اتری[3]:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا	اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اِذْن نہ پاؤ، مثلاً کھانا کھانے کے لئے بلائے جاؤ، نہ اس طرح کہ خود کھانا پکنے کا انتظار کرو، ہاں! جب بلائے جاؤ تو

(1)...(ب) سے اضافہ۔

(2)...(ب) میں کچھ الفاظ کے فرق سے یہ جملہ اس طرح ہے: اگر کوئی شخص ایسے وَقْت آئے کہ میرے محبوب دولت خانہ میں ہوں تو ان کو آواز دے کر نہ بُلائے بلکہ تشریف آوری کا انتظار کرے، جب وہ نازنین سلطان خود تشریف لائیں تب عرض و معروض کرے۔

(3)...**صحیح البخاری**، کتاب التفسیر، باب : لا تدخلوا بیوت النبی...الخ، ص1204، حدیث:4793.

طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍؕ [پ22، الاحزاب:53]	حاضر ہو جاؤ اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ۔ بیٹھ کر باتوں سے دل نہ بہلاؤ۔

اس سے معلوم ہوا، بارگاہِ نبوت میں دعوت کھانے کے آداب یہ ہیں کہ کھانا پکنے سے پہلے وہاں نہ پہنچو اور کھانا کھا کر پھر وہاں نہ بیٹھو۔ کیوں! اس کی وجہ قرآن بیان فرما رہا ہے [کہ][1]

اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡىٖ مِنَ الۡحَقِّؕ [پ22، الاحزاب:53]	تمہارے اس فعل سے میرے نبی کو ایذا ہوتی تھی لیکن وہ غیرت والے محبوب تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔

صحابۂ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ اگر محبوب عَلَيۡهِ السَّلَام کے کسی لفظ کو نہ سمجھ سکتے تو عرض کرتے: رَاعِنَا يَا رَسُولَ الله! يَا حَبِيبَ الله! ہمارا لحاظ فرما دیجئے یعنی اس لفظ کو دوبارہ فرما دیجئے تاکہ ہم سمجھ لیں۔ لفظ "رَاعِنَا" یہود کی زبان میں گستاخی کا لفظ تھا۔ انہوں نے یہی لفظ دوسرے معنی کی نیت سے بولنا شروع کر دیا اور دل میں خوش ہوئے کہ ہم کو بارگاہِ رسالت میں بکواس بکنے کا موقع مل گیا۔ وہ بھیدوں کا جاننے والا اور نیتوں سے واقف ربّ ہے۔ اس کو یہ کیسے پسند ہو سکتا تھا کہ کسی کو میرے محبوب کی جناب میں گستاخی کا موقع ملے، آیتِ کریمہ آئی[2]:

---

(1)...(ب) سے اضافہ۔

(2)...**تفسير الخازن**، پ1، البقرة، تحت الآية:104، 167/1.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ [پ1، البقرة:104]	اے ایمان والو! رَاعِنَا نہ کہنا بلکہ یوں عرض کرلیا کرو[1] کہ اُنْظُرْنَا یعنی یا رسولَ اللہ ہم پر نظر رکھیں [اور پہلے ہی سے بغور سنو][2] اور کافروں کو دردناک عذاب ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ ایسے[3] ادب کی جگہ ہے جہاں ایسے لفظ بولنے کی بھی گنجائش نہیں جس سے کسی دشمن کو بدگوئی کا موقع مل جائے۔

ایک زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ مال دار مسلمان حضور سیّدِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے اپنی گفتگو کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے تھے کہ فقراء مسلمین کو کچھ عرض کرنے کا موقع ہی نہ ملتا [تھا، تو][4] آیتِ کریمہ [اتری][5]:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ [پ28، المجادلة:12]	اے ایمان والو! جب تم اللہ کے رسول سے کچھ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لیا کرو۔

سُبْحَانَ اللہ! اگر رب سے عرض و معروض کرنا ہو یعنی نماز پڑھنا ہو تو وُضو کرنا کافی

---

(1)...(ب) میں ہے: عرض کیا کرو۔

(2)...ترجمہ قرآن کنز الایمان سے اضافہ۔

(3)...(ب) میں ہے: ایسی۔

(4)...(ج) سے اضافہ۔

(5)...(ب) اور (ج) سے اضافہ۔

تفسير الخازن، پ28، المجادلة، تحت الآية:12، 4/263.

ہے مگر ربّ کے محبوب عَلَیْہِ السَّلَام سے عرض کرنا ہو تو پہلے صدقہ و خیرات کرو۔

اس سے دو فائدے [حاصل][1] ہوئے؛ ایک یہ کہ پابندی لگانے سے غریب مسلمانوں کو بھی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کا موقع مل جائے گا۔ دوسرے یہ کہ دل میں[2] اس بارگاہ کا ادب بیٹھ جائے گا۔ جو چیز کچھ خرچ اور[3] محنت سے حاصل ہو اس کی وقعت ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ آیتِ کریمہ بعد کو منسوخ ہوگئی مگر بارگاہِ رسالت کی شان کا تو پتہ لگ ہی گیا۔

اپنے محبوب عَلَیْہِ السَّلَام کو مکہ معظمہ میں نہ رکھا بلکہ وہاں سے تین سو میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں رکھا تا کہ کوئی شخص حج کے طفیل زیارت نہ کرے بلکہ زیارتِ پاک کے لئے علیحدہ سفر کر کے حاضر ہو تا کہ اس کو زیارت کی قدر ہو۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ [پ9، الانفال:24]	اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ۔

[اس][4] آیت میں اس بارگاہ کا یہ ادب سکھایا گیا کہ اے حاضر رہنے والو! جس وقت تمہارے کان میں میرے محبوب کے بُلانے کی آواز پہنچے تو تم جس حال میں بھی ہو فوراً حاضر ہو جاؤ۔

---

(1)...(ب) اور (ج) سے اضافہ۔

(2)...(ب) میں ہے: مال داروں کے دل میں۔

(3)...(ب) میں ہے: یا۔

(4)...(ب) سے اضافہ۔

صحابۂ کرام نے جو اس پر عمل کیا[1] اگر اس کی کچھ تفسیر دیکھنا ہو تو ہماری کتاب **شانِ حبیب الرَّحمٰن** کا مطالعہ کرو جس میں بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی صحابی نماز میں ہوتے اور حضور عَلَیۡہِ السَّلَام ان کو پکارتے تو وہ نماز چھوڑ کر حاضر ہو جاتے تھے[2] حتّٰی کہ ایک صحابی اپنی بیوی سے ہم بستری کر رہے تھے کہ انہوں نے حضور عَلَیۡہِ السَّلَام کا پکارنا سنا، بغیر فراغت علیحدہ ہو گئے اور حاضرِ خدمت ہوئے۔[3] ایسے بہت سے واقعات ہیں۔

ثابت ہوا کہ جُملہ فرائض فُروع ہیں

اَصْلُ الاُصُول بندگی اس تاجْوَر کی ہے[4]

یہ چند آیات بطور نمونہ پیش کی گئیں جس میں بارگاہِ عالی کے آداب سکھائے گئے ہیں اگر زیادہ تفصیل کی جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں۔ اب یہ بھی قرآن ہی سے پوچھ لو کہ باادب اور خوش نصیب لوگوں پر حق تعالیٰ کے کیسے انعام ہوئے اور اس درگاہِ عالی کی بے ادبی کرنے والوں کو کیا سزا ملی۔ ادب والوں پر جو انعام ہوئے وہ گذشتہ آیات میں ضمناً معلوم ہو گئے کہ ان کو تقویٰ کا تمغہ دیا گیا اور مغفرت اور بڑے اجر کی خوش خبری دی گئی۔ کہیں فرمایا گیا کہ خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔[5] غرضیکہ ان کی تعریف سے قرآن پُر ہے۔ بے ادبوں پر جو غضبِ الٰہی آیا اس کی بہت تفصیل نہیں [عرض][6] کرتا،

(1)...(ب) میں ہے: صحابۂ کرام نے اس پر جو عمل کیا۔

(2)...**سنن الترمذی**، ابواب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل فاتحة الکتاب، 5/5، حدیث:2875.

(3)...**مسند الامام احمد**، 520/28، حدیث:17288.

(4)...حدائق بخشش، حصّہ اول، ص205۔

(5)...پ11، التوبة:100 و پ26، الفتح:18.

(6)...(ب) سے اضافہ۔

صِرف دو واقعے سناتا ہوں:

ولید ابنِ مغیرہ کافر نے ایک بار بکا تھا [کہ][1] آپ مجنون یعنی دیوانہ ہیں۔ اُس کی اِس گستاخی سے مبارک دل کو صدمہ پہنچا۔ پھر کیا تھا غضبِ الٰہی کا دریا جوش میں آ گیا۔ سورۂ قلم شریف میں اولاً تو اپنے محبوب کو ان کے فضائل اور ان کی خوبیاں سنا کر خوش کیا گیا کہ

مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍۚ(۲) وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍۚ(۳) وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ(۴) [پ29، القلم:2-4]	اے پیارے! تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ تمہارے لئے تو بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تم بڑے ہی اخلاق والے ہو۔

یعنی اے محبوب عَلَیْہِ السَّلَام اس کو بکنے دو۔ وہ کچھ بھی بکتا پھرے ہم تو تمہاری ایسی خوبیاں بیان فرما رہے ہیں۔ اس کی نہ سنو اپنے رب کی سنو۔ اب اس گستاخ پر توجُّہِ غضب ہوتی ہے، اس کے دس عیب ارشاد فرمائے گئے:

وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍۙ(۱۰) هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍۙ(۱۱) مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍۙ(۱۲) عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍۙ(۱۳) [پ29، القلم:10-13]	اے محبوب! ایسے کی بات نہ سنو جو جھوٹی قسمیں کھانے والا، ذلیل خوار، طعنہ باز، بڑا چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گنہگار، سخت دل [ہے][2]، اس پر طُرَّہ یہ کہ حرام کا بچہ ہے۔

جب ولید نے یہ آیت سُنی تو اپنی ماں کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نے جو میرے دس عیب بیان فرمائے ہیں ان میں سے نو کو تو میں جانتا

---

(1)...(ب) سے اضافہ۔

(2)...(ب) سے اضافہ۔

ہوں کہ مجھ میں واقعی وہ عیب ہیں مگر یہ [تُو][1] بتا کہ میں حرامی ہوں یا حلالی؟ سچ بولنا! ورنہ تیری گردن مار دوں گا کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بات جھوٹی نہیں ہوتی۔ اِس پر اُس کی ماں نے کہا کہ واقعی تُو ہے تو حرامی۔ تیرا باپ نامرد اور بہت مال دار تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ [اگر][2] میرے کوئی اولاد نہ ہوئی تو میرا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے سے زِنا کرایا، تُو اس کا نطفہ ہے۔[3]

اس میں یہ بھی اشارہ ہو رہا ہے کہ جو شقی حضور عَلَیْہِ السَّلَام کی توہین کو اپنا پیشہ بنائے اس کی اصل میں خطا ہوتی ہے۔ ایسے بدگویوں کو چاہیئے کہ اپنے نطفہ کی تحقیق کریں۔

پھر ارشاد ہوا:

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ [پ29، القلم:16]	ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ لگا دیں گے۔

یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے کہ اس کی بدباطنی چہرے سے نمودار ہو گی۔ آخرت میں تو جو ہو گا وہ ہو گا دنیا میں بھی ولید کی شکل بگڑ گئی۔ (خزائن وجلالین وغیرہ)[4] اب بھی حضور کے گستاخوں کے چہروں پر ایمانی رونق نہیں ہوتی۔ بعض گستاخوں کے منہ پر مکھیاں بھنکتی اور آخر عمر میں شکل بگڑتی دیکھی گئی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْهُ

ایک بار ابولہب گستاخ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا کہ تمہارا ہاتھ ٹوٹ جائے۔

---

(1)...(ج) سے اضافہ۔

(2)...(ب) سے اضافہ۔

(3)...**تفسير مدارك التنزيل**، پ29، سورة القلم، تحت الآية:13، 520/3.

(4)...**تفسير الجلالين**، پ29، سورة القلم، تحت الآية:16، ص758 و **تفسیر خزائن العرفان**، پ29، سورۃ القلم، تحت الآیۃ:16، ص1045

غضبِ الٰہی کا دریا جوش میں آیا اور ارشاد ہوا[1]:

تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّؕ ۝۱ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَؕ ۝۲ سَیَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍۚۖ ۝۳ وَّ امْرَاَتُهٗؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِۚ ۝۴ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۠ ۝۵

[پ30، اللھب:1-5]

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں (ٹوٹ جائیں) اور وہ تباہ ہو بھی گیا، اس کو اپنا مال اور کمائی کچھ بھی کام نہ آئی۔ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں وہ بھی اور اس کی جورو بھی پہنچیں گے۔ جو لکڑیوں کا بوجھ سر پر اٹھاتی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ہے۔

معلوم ہوا کہ اس بدنصیب نے ایک بدگوئی کی اس کے جواب میں اس کو اور اس کی جورو اُمِّ جمیل کو جو کچھ سنایا گیا وہ معلوم ہو ہی گیا بلکہ بعد کو اس کی عورت اسی طرح مری کہ وہ حضور کی ایذارسانی کے لئے خود اپنے سر پر کانٹوں کا بوجھ لاد کر لاتی اور حضور کے راستے میں ڈالا کرتی تھی ایک دن کانٹوں کا بوجھ لا رہی تھی کہ تھک کر آرام کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتے نے اس کے پیچھے سے اس کا بوجھ کھینچا، وہ گرا اور اس کی رسّی سے اُمِّ جمیل کے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔[2]

اب نہ ولید رہا نہ ابولہب مگر اس پر رات دن مشرق و مغرب میں لعنت پڑ رہی ہے کہ نمازی نماز میں، قرآن پڑھنے والا تلاوت میں ان القاب سے اُن کی تواضع کر رہے ہیں۔

ایک لطف اور ہے، وہ یہ کہ اب ظاہری آنکھوں میں وہ دربار نہیں، نہ وہ دعوتِ ولیمہ کی دھوم دھام ہے، نہ وہ آوازِ مبارک کے نغمے، ہمارے یہ نصیب کہاں تھے کہ اُن مجلسوں

(1)...**صحیح البخاری**، کتاب الجنائز، باب ذکر شرار الموتی، ص337، حدیث:1394.

(2)...**تفسیر الخازن**، پ30، سورۃ اللھب، تحت الآیۃ:4 و5، 495/4.

کا نظارہ[1] کرتے اور اپنے کانوں سے وہ خدا بھاتی آواز سنتے۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن، لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامُرادی کے دن لکھے تھے![2]

لیکن! اس بزم کے آداب اسی طرح لوگوں کے سامنے ہیں کہ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

اگر بعد والوں کو وہ باتیں دیکھنا میسر نہ ہوئیں تو کم سے کم سُن کر ایمان لائیں اور وجد میں آکر.....یہ شعر[3] پڑھ پڑھ کر لطف حاصل کریں

ادب گاھیست زیرِ آسماں از عرش نازُک تر
نَفَس گم کردہ می آید جُنید و بایزید اینجا[4]

انہیں کے رب کی قسم! اس دربار کا نکالا ہوا کہیں بھی پناہ نہیں پاتا، دنیا کے بادشاہوں کے مجرم مر کر حاکم کے عتاب سے چھوٹ جاتے ہیں مگر ان کا مجرم نہ زندگی میں عزت پائے

(1)...(ب) میں ہے: کے نظارے۔
(2)...حدائق بخشش، حصّہ اول، ص231۔
(3)...کتاب سلطنت مصطفٰے کے نسخوں میں یہاں اس طرح ہے: ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر...الخ۔ یہ شعر ارمغانِ حجاز میں موجود تو ہے لیکن اس کے بعض قدیم نسخوں میں شعر کے ساتھ "عزت بخاری" کا نام لکھا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر اقبال کا نہیں بلکہ عزت بخاری کا ہے لہٰذا متن سے لفظ "ڈاکٹر اقبال" حذف کر کے اس کے جگہ ڈاٹس ڈال دیئے ہیں۔
(4)...آسمان کے نیچے ایک ایسی ادب کی جگہ ہے جو عرش سے بھی زیادہ نازک ہے، حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی رَحِمَهُمَا اللّٰه بھی یہاں سانس روک کر حاضر ہوتے ہیں۔

[ارمغانِ حجاز، ص25]

نہ قبر میں چین، نہ حشر میں آرام اور اس بارگاہ کا مقبول ہر جگہ عزت پاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب لکھا ہے:

جس کو للکار دے آتا ہو تو پھر جائے | جس کو چمکار لے ہِر پھر کے وہ تیرا تیرا
دِل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رَجیم | اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا[(1)]

بخاری، جلد اوّل، کتاب المناقب میں ہے کہ ایک شخص کاتِبِ وحی تھا کہ وحی لکھنے کی خدمت اس کے سپرد تھی کچھ ایسی پھٹکار پڑی کہ [وہ][(2)] مرتد ہو گیا اور حضور عَلَیۡہِ السَّلَام کو عیب لگانے لگا۔ جب وہ مر گیا اور اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اسے اپنے اندر سے باہر نکال پھینکا۔ [اس کے][(3)] دوست سمجھے کہ شاید اصحابِ رَسُولُ اللہ نے اس کو نکال دیا ہے، اور زیادہ گہرا گڑھا کر کے دفن کیا مگر زمین نے پھر بھی قبول نہ کیا، نکال کر پھینک دیا۔ غرض کئی بار دفن کیا مگر نعش باہر آ گئی[(4)] تو معلوم ہوا کہ یہ بارگاہِ مصطفےٰ کا نکالا ہوا ہے، اس کو کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔

اسی طرح مَدَارِجُ النُّبُوَّۃ میں ہے کہ حضور عَلَیۡہِ السَّلَام کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و اُمِّ کلثوم،[(5)] ابو لہب کے دو بیٹوں یعنی عُتبہ اور عُتَیبہ کے نکاح میں تھیں کیونکہ اس

---

(1)...حدائق بخشش، حصّہ اول، ص 31۔

(2)...(ج) سے اضافہ۔

(3)...(ب) سے اضافہ۔

(4)...**صحيح البخاری**، كتاب المنافب، باب علامات النبوة، ص890، حديث:3617.

(5)...سلطنت مصطفےٰ کے سب نسخوں میں یہاں صرف "کلثوم" لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام "ام کلثوم" ہے۔ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کے دوران پورا نام لکھنا رہ گیا لہٰذا یہاں تصحیح کر دی ہے۔

وقت تک مشرکین سے نکاح حرام نہ ہوا تھا۔ جب سورۂ تَبَّت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے ان دونوں بیٹوں سے کہا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو ورنہ میں تم کو اپنی میراث سے محروم کر دوں گا چنانچہ عُتَیبہ نے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر معذرت کر کے طلاق دی اور عُتبہ نے گستاخی سے طلاق دی۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا کہ اے اللہ! اپنے کسی کتے کو مقرر فرما جو اس کو سزا دے۔ عُتبہ یہ سن کر کانپ گیا، آکر ابولہب سے کہا۔ ابولہب بولا: اب میرے بیٹے عُتبہ کی خیر نہیں کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی بد دعا اس کے پیچھے پڑ گئی۔ ہر طرح اس کی نگرانی رکھنے لگا۔ یہ ہی عُتبہ ایک بار تجارتی قافلہ کا سردار ہو کر شام کو چلا۔ ابولہب نے اپنے غلاموں کو وصیت کی کہ عُتبہ کو اپنے بیچ میں سلایا کریں۔ ایک جگہ رات کو قافلے والے سو رہے تھے کہ جھاڑی سے ایک شیر نکلا، ہر ایک کا منہ سونگھتا پھرا، سب کو سونگھ سونگھ کر چھوڑ دیا مگر عُتبہ کا منہ سونگھ کر اس کو پھاڑ ڈالا۔[1]

معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔

اب مقبولینِ بارگاہ کا حال بھی سنتے چلو۔ حضرت سفینہ جو حضور عَلَیْہِ السَّلَام کے آزاد کردہ غلام تھے، ایک بار کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ کچھ روز بعد انہیں خبر ملی کہ لشکرِ اسلام اس علاقہ میں آیا ہوا ہے۔ رات کو موقع پا کر جیل خانہ سے نکل بھاگے۔ دوڑے جا رہے تھے کہ اچانک جھاڑی سے [ایک][2] شیر نکلا۔ آپ نے اس سے کہا کہ اے شیر! میں رسول اللہ کا غلام ہوں، راہ بھولا ہوا ہوں۔ یہ سن کر شیر دُم ہلاتا ہوا آگے آگے ہو لیا اور

---

(1)...**مدارج النبوۃ**، قسم پنجم، باب اول در ذکر اولاد، 458/2.

(2)...(ج) سے اضافہ۔

راستہ دکھا کر بلکہ لشکر تک پہنچا کر واپس ہوا۔ (دیکھو مشکوٰۃ، باب الکرامات)[1]

یہ دو تین واقعات اہلِ ایمان کی عبرت کے لیے کافی ہیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ عظمتِ رسول اللہ کے گیت گایا کریں، اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں، اور واعظین [و][2] علما کو چاہئے کہ مسلمانوں کو یہ باتیں سکھائیں۔ یقین کرو کہ حضور عَلَیْہِ السَّلَام کی عزت میں اسلام کی عزت ہے کیونکہ مکان کی عزت مکان والے کی عزت سے اور کام کی وقعت کام والے کی وقعت سے ظاہر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک جلسے میں ہندو، عیسائی، یہودی اور مسلمان جمع ہوں۔ ہندو اٹھ کر کہے کہ میرا رام چندر وہ قوت والا ہے جس نے سیتا سے شادی کرنے کے لئے ایک بھاری کمان کو دو ٹکڑے کر دیا۔ عیسائی اٹھ کر کہے کہ میرے مذہب کے بانی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے مُردوں کو زندہ کر کے اپنا کلمہ پڑھوا لیا۔ یہودی اٹھ کر کہے کہ میرے بانئ مذہب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے پتھر میں عصا مار کر پانی کے چشمے نکال دیئے مگر آپ اٹھ کر وہ کہیں جو مولوی اسماعیل[3] اور مولوی خلیل احمد[4] نے لکھا کہ میرے نبی تو

(1)...**مشكاة المصابيح**، كتاب الفضائل والشمائل، باب الكرامات، 3/1676، حديث:5949.

(2)...(ب) سے اضافہ۔

(3)...اسماعیل دہلوی بن شاہ عبد الغنی [1193ھ-1246ھ]: ابتدائی کتابیں اپنے والِد شاہ عبد الغنی سے پڑھیں۔ 1203ھ میں والد کی وفات کے بعد چچا شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رَحِمَہُمُ اللّٰہُ کے پاس تربیت پائی۔ خاندان علمی اور اسلاف کے طریقے پر کاربند تھا لیکن مولوی اسماعیل دہلوی اسلاف بیزار، آزاد خیال اور لاپرواطبیعت کے مالک واقع ہوئے اور اسی آزاد خیالی کا نتیجہ تھا کہ جب محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تصانیف مطالعہ سے گزری تو دل و جان

سے ان پر فریفتہ ہو گئے اور انہی افکار و نظریات کو اردو میں ڈھال کر "تقویۃ الایمان" نام سے کتاب تحریر کی جس میں اپنی خود ساختہ توحید کے نام پر شانِ نبوت میں توہین کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کو مشرک وبدعتی قرار دیا۔ علمائے اہلسنت نے اس کتاب کا سختی سے نوٹس لیا حتی کہ خود موصوف کے چچا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رَحِمَهُ اللّٰه نے بھی اس سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ تقویۃ الایمان کی اشاعت سے پہلے بر صغیر کے مسلمان شیعہ فرقہ کو چھوڑ کر سنی عقائد کے پابند تھے، اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا اور مسلمان فرقوں میں بٹے نیز جیسے محمد بن عبد الوہاب نجدی نے حجازِ مقدس میں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا ایسے ہی موصوف نے سکھوں سے جہاد کا نام لے کر سرحدی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی بالآخر ان سرحدی مسلمان پٹھانوں کے ہاتھوں ہی بالا کوٹ کے مقام پر اپنے کئی ساتھیوں سمیت ہلاک ہوئے۔

[اسماعیل دہلوی کے حالات: مشعلِ راہ، ص154-156، 202-265، 310-495، 711-715، اظہار الحق الجلی، ص7، الحق المبین، ص8، 9، بہار شریعت، حصہ اول، ص215، اطیب البیان، ص4-6، مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، تعارفِ تقویۃ الایمان]

(4)...**خلیل احمد انبیٹھوی بن مجید علی** [1269-1346ھ]: اسماعیل دہلوی کی فکر کے مؤید و مبلغ، مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگردِ خاص و خلیفۂ اعظم۔ عربی و اردو میں چند کتابیں ہیں۔ ریاست بہاولپور میں قیام کے دوران کتاب براہینِ قاطعہ تحریر کی جس میں عقائد و معمولاتِ اہلسنت سے کھلا انحراف کیا اور سیّدِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّم کے علم کو شیطان کے علم سے کمتر بتایا۔ انبیٹھوی صاحب کی ہٹ دھرمی اور عقائد باطلہ سے رجوع نہ کرنے کے سبب 3 شوال 1306ھ کو خلیل انبیٹھوی اور علامہ غلام دستگیر قصوری رَحِمَهُ اللّٰه کے درمیان مناظرہ ہوا جس میں خلیل انبیٹھوی کو شکست فاش ہوئی اور مُناظرہ کے حَکَم شمس المشائخ خواجہ غلام فرید رَحِمَهُ اللّٰه نے لکھ دیا کہ مؤلف براہینِ قاطعہ مع اپنے معاونین کے وہابی ہیں اور اہلسنت سے خارج ہیں۔ اس فیصلے کے بعد

بندۂ مجبور تھے،[1] ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا،[2] وہ تو ذرۂ ناچیز سے بھی کم تھے،[3] ان کا علم تو شیطان اور ملک الموت [کے علم][4] سے [بھی][5] کم تھا۔[6] تو بتاؤ کہ تم نے اسلام کی تعظیم کی یا توہین؟ وہ لوگ سن کر یہی کہیں گے کہ ایسے اسلام کو ہمارا دور ہی سے سلام ہے جس کے پیشوا کی مجبوری یا بے بسی[7] کا یہ عالم ہو۔ ہاں! اس موقع پر کوئی مجھ جیسا فقیر نیاز مند حاضر ہو وہ تڑپ کر کہے گا کہ اے ہندو! اگر رام چندر نے ایک بھاری

نواب ریاست نے خلیل انبیٹھوی کو معاونین سمیت ریاست چھوڑنے کا حکم دیا۔ 1307ھ کو جب علامہ قصوری رَحِمَهُ اللّٰه عازمِ حج بیت اللہ ہوئے تو رودادِ مناظرہ کو عربی میں منتقل کر کے علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا اور علمائے حرمین نے علامہ قصوری کی تائید و تصدیق فرمائی، اس کے علاوہ 1324ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نے خلیل انبیٹھوی وغیرہ کی عبارات پر شرعی گرفت کرتے ہوئے جو فتویٔ تکفیر صادر کیا اس پر بھی علمائے حرمین کی تصدیقات موجود ہیں۔ براہینِ قاطعہ اور اس جیسی چند اور کتابیں ہیں جو برصغیر میں اعتقادی خلفشار کا سبب بنیں اور آگے چل کر ایک نئے فرقے کی بنیاد ثابت ہوئیں۔

[خلیل انبیٹھوی کے حالات: تین تاریخی بحثیں، ص12، الحق المبین، ص32، تقدیس الوکیل، حسام الحرمین، براہین قاطعہ: پس منظر، مندرجات، ردِ عمل]

(1)... تقویۃ الایمان میں ہے: ”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ [تقویۃ الایمان، ص84]

(2)... براہین قاطعہ، ص51۔

(3)... تقویۃ الایمان، ص81۔

(4)... (ج) سے اضافہ۔

(5)... (ج) سے اضافہ۔

(6)... براہینِ قاطعہ، ص51۔

(7)... (ج) میں ہے: بے کسی۔

کمان کو توڑ ڈالا[1] تو ذرا میرے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خداداد قدرت کو تو دیکھ کہ انہوں نے انگلی پاک کے اشارے سے پورے چاند کو توڑ کر دو کمانیں کر دیا اور اے عیسائی! اگر حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے بے جان مُردوں میں جان ڈالی تو میرے محبوب عَلَیْہِ السَّلَام کی خداداد قوت دیکھ کہ جنہوں نے سوکھی لکڑیوں اور جنگل کے درختوں اور کنکروں سے اپنا کلمہ پڑھوا لیا اور اے یہودی! اگر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے پتھر میں سے پانی نکالا تو میرے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان بھی دیکھ[2] جنہوں نے انگلیوں سے پانی کے چشمے نکال دیئے[3]

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹُوٹے ہیں پیاسے جُھوم کر
نَدِّیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ[4]

غرض کہ اسلام کی شوکت دکھانے کے لئے بانیٔ اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شوکت دکھانا ازبس ضروری ہے مگر افسوس کہ اس زمانے کے بعض مسلم نما[5] مرتدین اس رمز کو نہ سمجھے [بلکہ][6] شیطان نے ان کو یہ بتایا کہ انبیاء کی عزت بیان کرنے سے خدا کی توہین ہو گی۔ ان عقل مندوں نے ابلیسی توحید کو اسلامی توحید سمجھا کہ توحیدِ خدا کے لئے توہینِ

---

(1)...(ب) میں ہے: ایک بھاری کمان کو توڑا۔ (ج) میں ہے: ایک بھاری کمان کو توڑ ڈالا ہے۔

(2)...(ب) میں ہے: کی بھی شان دیکھ۔

(3)...ان واقعات کی تفصیل اگلے صفحات میں آرہی ہے۔

(4)...حدائق بخشش، حصّہ اول، ص134۔

(5)..."مسلم نما" (ب) میں نہیں ہے۔

(6)...(ب) سے اضافہ۔

مصطفیٰ ضروری ہے۔ یہی تو ابلیس نے کہا تھا۔ حالانکہ حضور عَلَیۡہِ السَّلَام کی عظمت رب کی قدرت کا مظہر ہے۔ شاگرد کی قابلیت سے استاد کی قابلیت[1] کا پتہ چلتا ہے اور چیز کے جمال سے بنانے والے کا کمال معلوم ہوتا ہے، جب اللہ کے محبوب کی عظمت کا خیال ہو گا تو یہی کہنا پڑے گا کہ اے مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم! آپ کے رب کی قدرت کے قربان کہ جس نے ایسے کمال والے کو پیدا فرمایا۔

اسی بات کا لحاظ رکھتے ہوئے فقیر نے ایک کتاب **شانِ حبیب الرّحمٰن از آیاتِ القرآن** اور ایک کتاب **جآءَ الحق** لکھی۔ بِفَضۡلِہٖ تَعَالٰی وہ ملک میں ایسی مقبول ہوئیں کہ مجھے اس قدر امید بھی نہ تھی۔ ہندوستان کے ہر خطے میں پہنچی اور اہلِ سنت نے اپنی محبت کا [بہت][2] اظہار کیا اور خوشنودی کے خطوط لکھے، دُعائیں دیں اور کسی دیوبندی یا وہابی کو اعتراض کرنے کی ہمت و جرأت نہ ہوئی بلکہ خدا کے فضل سے بہت سے دیوبندی ان کتابوں کو دیکھ کر دیوبندیت سے توبہ کر کے مسلمان ہو گئے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ لیکن بعض اہلِ سنت کا اصرار ہوا کہ **جآءَ الحق** میں تقریباً تمام مسائل تو آ گئے مگر تین مسئلے نہ آئے جن کی اس وقت ضرورت ہے۔ ایک تو سلطنتِ مصطفیٰ، کیونکہ دیوبندی اور وہابی جہاں حضور کے تمام کمالات کے منکر ہیں وہاں اس کے بھی منکر ہیں اور قرآن شریف میں جو آیات بتوں کی مجبوری اور مقہوری کے لیے آئی ہیں وہ انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں اور بت پرستوں کی آیات کو مسلمانوں کے لیے پڑھتے ہیں بلکہ ان کو سارے قرآنِ مجید میں

---

(1)...(ب) میں ہے: لیاقت۔

(2)...(ب) سے اضافہ۔

صرف یہی آیت نظر آئی:

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ [1] [پ16، الکھف:110]

دوسرے بیس رکعت تراویح، کیونکہ مولوی رشید احمد صاحب[2] نے اس پر جو کتاب لکھی اَلرَّأیُ النَّجِیح، اس سے اور مُغالَطہ بڑھتا ہے۔

تیسرے مسئلہ عصمتِ انبیاء، کیونکہ کانپور سے ایک شخص برابر اس کے مخالف مضامین شائع کر رہا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ انبیاءِ کرام نَعُوْذُ بِاللّٰہ گنہگار بلکہ مشرک تھے، بعد کو توبہ کی۔

میں نے ان مضامین کو اپنے ربّ کے کرم سے لکھ تو لیا مگر اس خیال میں رہا کہ جاء

---

(1)...ترجمہ: تم فرماؤ: ظاہر صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

(2)...رشید احمد گنگوہی بن ہدایت احمد [1244-1323ھ]: محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کی فکر کے مؤید و مبلغ، اپنے دور میں دیوبندی مکتبِ فکر نیز دار العلوم دیوبند کے سر خیل۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رَحِمَہُ اللّٰہ سے بیعت کی اور خلافت پائی لیکن ان کے طریقے کے خلاف راستہ اختیار کیا۔ اسی وجہ سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رَحِمَہُ اللّٰہ کے دیگر نامور خلفا نے رشید گنگوہی اور ان کے ہم خیال علما کا رد کیا۔ اختلافی موضوعات پر چند کتابیں ہیں۔ بعض کے نزدیک براہینِ قاطعہ دراصل رشید گنگوہی کی ہی تصنیف ہے جو ان کے مرید و شاگردِ خاص خلیل انبیٹھوی کے نام سے شائع کی گئی۔ حسام الحرمین میں جن پانچ لوگوں پر فتویٰ تکفیر ہے ان میں سے ایک یہی مولوی رشید احمد گنگوہی ہے۔ [رشید احمد گنگوہی کے حالات: مشعلِ راہ، ص760-768، حسام الحرمین، براہین قاطعہ: پس منظر، مندرجات، رد عمل]

الحق کے دوسرے ایڈیشن میں یہ مسائل بڑھائے جائیں گے[1] لیکن میرے محترم دوست منشی احمد دین صاحب نے بہت زور دیا کہ سلطنتِ مصطفٰے بہت جلد شائع کر دی جائے، اس کی سخت ضرورت ہے اور بہت مانگ ہے لہٰذا تَوَکُّلًا عَلَی اللہ اس کی تیاری کر دی۔ تیاری تو کر دی مگر اپنی بے بضاعتی اور کم علمی پر نظر کرتے ہوئے ہمت ٹوٹتی تھی لیکن اعلیٰ حضرت کے ان اشعار نے ہمت بندھا دی:

ٹوٹی آسیں بندھاتے یہ ہیں | چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں
ڈوبی ناویں تراتے یہ ہیں | ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
فیضِ جلیل خلیل سے پوچھو | آگ میں باغ کھلاتے یہ ہیں[2]

نہ وہ کام میری طاقت سے ہوا اور نہ یہ میری قوت سے ہو گا بلکہ وہ محبوب جس سے چاہیں اپنا کام لے لیں۔

تم تو جس خاک کو چاہو وہ بنے بندۂ پاک
میں نبی کس کو بناؤں جو خفا تم ہو جاؤ[3]

اس کتاب کا نام **سلطنتِ مصطفٰے در مملکتِ کبریاء** رکھتا ہوں اور اس کا بھی وہی طریقہ ہو گا جو **جآءَ الحق** کا ہے کہ دو باب میں یہ مسئلہ بیان کیا جائے گا، پہلے باب میں حضور عَلَیْہِ السَّلَام

---

(1)...(ب) اور (ج) میں ہے: بڑھا دیئے جائیں گے۔
(2)...حدائق بخشش، اضافی کلام، ص 481۔
(3)...

کی بادشاہی کا ثبوت ہے[1] اور دوسرے باب میں اس پر مخالفین کے اعتراضات و جوابات۔

وَمَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِی وَنِعْمَ الْوَکِیْلِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

ناچیز: **احمد یار خاں نعیمی اشرفی اوجھانوی**

مُدرّس مدرسہ انجمن خُدّام الصُّوفیہ گجرات پنجاب[2]

۲۲ ذیقعدۃ الحرام، ۱۳۶۲ ہجری یوم یکشنبہ[3]

---

(1)... "ہے"(ب) میں نہیں ہے۔

(2)...(ب) میں ہے: مدرس مدرسہ انجمن الرسول، گجرات، پاکستان۔(ج) میں ہے: مہتمم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات، پنجاب۔ غالباً جب یہ کتاب لکھی گئی تب مفتی صاحب مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ میں تدریس فرمارہے تھے پھر جس وقت کتاب کے اگلے ایڈیشن شائع کئے گئے تو اس مناسبت سے تبدیلی کردی گئی۔وَاللّٰہُ وَرَسُولُہ اَعلَم

(3)... "۲۲ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۶۲ ہجری، یوم یکشنبہ"(ب) میں نہیں ہے۔